جناب پروفیسر قاضی حلیم فضلی صاحب
مدیر ماہنامہ "القلم" اوگی

اللہ تعالیٰ کا انسانی نظام تعلیم وتربیت

انسانوں کی اصلاح اور تعلیم وتربیت کیلئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو مثالی نظام تعلیم دیا ہے ہم سمجھتے ہیں کہ وہی نظام تعلیم و تربیت ہر زمانے کی بھٹکی ہوئی بگڑی ہوئی بدتربیت وگمراہ قوموں کیلئے مؤثر بھی ہے اور نتیجہ خیز بھی۔ اور خدائی نظام تعلیم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنی تعلیمات وہدایات پر مشتمل آسمانی کتب کا نصاب اتارا ہے وہیں ان تعلیمات وہدایات کی تعلیم وتدریس اور تہذیب وتربیت کیلئے انسانوں میں سے اپنے ایسے بندوں کو نبوت کے منصب سے سرفراز فرمایا جنہیں جہاں ان آسمانی کتب کے نصاب کا فہم وعلم عطا فرمایا وہاں انہوں نے ان نصابی کتب کی ہدایات واحکامات پر عمل فرماکر سیرت وکردار اور اخلاق واخلاص کے ایسے نمونے پیش فرمائے جو اس وقت بھی اور آج بھی انسانوں کیلئے رہنمائی کے عمدہ نمونے اور اعلیٰ مثال ومعیار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ ان باعمل انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے بےداغ دامن تعلیم وتربیت سے ذروں نے آفتاب کا درجہ پایا انکی تعلیم اور سیرت وکردار کی چمک سے دنیائے جہالت کے اندھیرے دور ہوئے اور بھٹکے ہوئے اور بگڑے ہوئے انسانوں نے ہدایت پائی۔ نصاب قرآن واحادیث کی تدریس کی نوبت تو بعد میں آئی مگر پہلے قرآن کے ان عاملوں نے اپنی اپنی سیرت وکردار سے لوگوں کو متاثر کیا۔ ایسی ہزاروں مثالیں موجود ہیں کہ اسلام انکی سیرت وکردار کے سچے، کھرے اور ستھرے اعمال اور رویوں سے پھیلا اور یہ بھی حقیقت ہے کہ آج ہماری اخلاقی بے راہ روی اور بددیانتی اسلام کی ترقی اور پھیلاؤ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ ہماری اس تمہید سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ قوموں کی تعلیم وتربیت اور سیرت وکردار کی تکمیل کیلئے نصاب کی تدوین وتربیت اپنی جگہ اہم ہے مگر اس نصاب کی تعلیم وتدریس کیلئے " تربیت" انتہائی لازمی ہے اور تربیت اسی صورت میں ممکن ہوسکتی ہے جبکہ نصاب کا معلم، معلم اخلاق بھی ہو، معمار سیرت بھی ہو اور معیاری کردار کا مرتب بھی ہو وہ خود بھی اپنی سیرت وکردار سے نہ صرف طلبہ کو متاثر کرسکے بلکہ ان میں "معروف" کے فروغ اور "منکر" کے انسداد کا فریضہ بھی انجام دیتا رہے۔ طلبہ کی نشست وبرخاست،

رفتار و گفتار ان کے رویوں پر کڑی نگاہ بھی رکھے۔ غیر شائستگی، غیر مہذب اور غیر مناسب حرکتوں پر گرفت کرے۔ نصاب تعلیم کی مثال ایک "چراغ" کی ہے اور معلم نصاب کی مثال "رہنما" کی ہوتی ہے۔ رات کی تاریکی میں رہنما کے ہاتھ سے چراغ چھین لیا جائے تو وہ خود اندھیروں میں بھٹک کر دوسروں کو بھٹکا سکتا ہے اور اگر "چراغ" کو "رہنما" کے بغیر چھوڑ دیا جائے تو وہ محدود روشنی تو بکھیر دے گا مگر رہنمائی کا فریضہ انجام نہیں دے سکے گا۔ اس لیے منزل تک رسائی کے لئے نصاب کا "چراغ" اور برے بھلے راستوں سے واقف "رہنما" دونوں لازم وملزوم ہیں۔ ہماری تمام تر تعلیمی کوششوں پر کروڑوں روپے کے اخراجات کے باوجود، نصاب کی بار بار تدوین و ترتیب کے ہوتے ہوئے گلی، گلی اور گاؤں، گاؤں سرکاری وغیر سرکاری تعلیمی اداروں کی کثرت کے باوجود نہ شرح خواندگی میں اضافہ ہوتا ہے اور نہ معیار تعلیم میں بلندی نظر آتی ہے اور نہ ہی قومی اخلاق و کردار نکھرتا اور سدھرتا ہے، اس لئے کہ ہم شعبہ تعلیم میں صاحب کردار، دیانتدار اور بااخلاق معلمین نصاب کی اہمیت کو نظرانداز کرتے رہے ہیں۔

ہمارے ہاں زندگی کے دونوں اہم شعبوں "سیاست وقیادت" اور "تعلیم وتربیت" میں اہل سیرت واخلاق اور مطلوبہ اعلیٰ کردار کی ضرورت فراموش کردی جاتی ہے جسکی وجہ سے جہاں سیاست وقیادت میں سرمائے کے زور اور برادری کے شور سے ایسے ایسے بدکردار وبددیانت لوگ منتخب ہوکر برسراقتدار آجاتے ہیں جو ملک کو اخلاقی اور معاشی دیوالیہ پن سے دوچار کرکے اپنے دور اقتدار میں کرپشن وخیانت کاری کی ہوش ربا داستانیں چھوڑ جاتے ہیں۔ یہی حال شعبہ تعلیم کا بھی ہے جہاں بقول غالب مرحوم

سبزے کو کہیں جگہ نہ ملی   بن گیا روئے آب ہر کائی

جو لوگ اپنے تعلیمی واخلاقی زوال وانحطاط کے باعث کہیں دوسرے شعبہ ہائے زندگی میں راہ نہیں پاسکتے وہ (الاماشاء اللہ) محکمہ تعلیم میں بھرتی ہوجاتے ہیں اور معمار قوم کی بجائے مسمار قوم کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ فرائض تعلیم وتدریس سے اپنی تعلیمی کمزوری کیوجہ سے نااہل ونالائق اور غافل ہوتے ہیں۔ اخلاقی کمزوریوں کیوجہ سے زیر تعلیم طلبہ کی اخلاقی تربیت سے نابلد اور خود اپنی بگڑی ہوئی عادات واطوار کیوجہ سے شاگردوں کے سامنے بڑے ماڈل اور نمونے ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ان دونوں شعبوں، قیادت و تعلیم کے ہاتھوں ہمیں نہ تو قومی تعمیر کی منزل مل سکی اور نہ ملکی خوشحالی کا مقام میسر آسکا۔ اللہ تعالیٰ کی اس انسانی تعلیم وتربیت کی سنت کا تقاضا ہے کہ ہم

بھی قومی تعلیم وتربیت کے مرتبہ پر فائز افراد کے انتخاب وچناؤ میں پیغمبرانہ اوصاف کے حامل نہ سہی، سیرت وکردار اور اخلاق۔ مبنیٰ بہتر معیار کو ضرور شرط اول قرار دیں اور ان کے انتخاب سے قبل اتنی تحقیق ضرور کی جائے کہ موصوف کس گھرانے اور کس ذات سے تعلق رکھتے ہیں؟۔ گھریلو ماحول کیسا ہے، حلقہ احباب کیا ہے؟۔ اخلاقی شہرت کیسی ہے اور ڈگری یا سند کے ساتھ ساتھ تہذیب وشائستگی کا کتنا جوہر موجود ہے؟ لیکن جب اس چھان بین اور تحقیق وتفتیش کے بغیر انتخاب عمل میں آجاتا ہے تو اساتذہ کے تدریسی تربیتی اداروں میں نظم ونسق.بچوں کی نفسیات اور غیر مسلم دانشوروں کے تدریسی اصول واقوال رٹائے جاتے ہیں۔ جن کا ہمارے سکولوں کے ماحول سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اساتذہ کے تدریسی تربیتی اداروں میں اساتذہ کی اخلاقی تربیت، دیانتدارانہ فرائض کی ادائیگی، سیرت سدھار اور اخلاق سنوار، اکل حلال واجتناب حرام کا کوئی درس ہوتا ہے نہ ہی خصوصی توجہ وتربیت۔ ان تربیتی اداروں میں جنکی مدت تربیت مختصر ہوتی ہے حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز تدریس وتعلیم ان کی سیرت، معروف صحابہ کرامؓ کی معلمانہ کاوشوں اور ہمارے بیشتر دینی ومذہبی تعلیمی اداروں کے بےلوث قانع اور متوکل اساتذہ کرام، صوفیاء، اولیاء عظام کی سیرتوں اور اخلاق پر مشتمل نہ کوئی نصاب ہے نہ نصاب کا حصہ ہے۔ چنانچہ اساتذہ کے انتخاب اور تربیت کے دوران اخلاق وکردار کو جب شروع سے اہمیت ہی نہ دی جائے تو نرے اور خالی خولی نصاب کی تدوین وتربیت سے قومی اخلاق وکردار کی اصلاح کی توقع الہامی کتب کے ہمراہ پیغمبروں کی بعثت کے الٰہی قانون کے منافی ہوگی۔ ہم اگر یہ حقیقت تسلیم کرتے ہیں کہ تدریس وتعلیم کا سلسلہ اول خدا اور اس کے پیغمبروں سے ملتا ہے تو پھر یہ ماننا پڑے گا کہ معلمی کے پیغمبرانہ منصب پر فائز ہونے والے اساتذہ کرام میں پیغمبرانہ اوصاف وکردار کی جھلک ضرور ہونی چاہیئے۔ ان کا معاشرتی وسماجی معیار بلند کرنا ہوگا۔ ان کے مقام و مرتبہ کے مطابق جب چناؤ کیا جائے گا تو پھر اس مقام اور مرتبہ کا احترام ولحاظ بھی رکھنا ہوگا۔ قومی تعمیر واصلاح کے اس شعبہ کی سربراہی کو دوسرے تمام شعبوں میں اولیت اور ترجیح دینا ہوگی۔اگر حکومت کی موجودہ تعلیمی پالیسی میں ہماری ان گذارشات کی روشنی میں اساتذہ کیلئے ایسا کوئی اہتمام ونظام موجود ہے تو بہتر نتائج کی توقع کی جاسکتی ہے اور اگر ایسا نہیں کیا گیا تو یہ تعلیمی پالیسی بھی پاگلوں کے ہاتھ میں تلوار کے فرسودہ نظام کی طرح ہماری نسلوں کے اخلاقی قتل عام کا کردار ادا کرے گی۔ ممکن ہے کوئی شخص ہمارے اخلاقی زوال اور تعلیمی انحطاط کیوجہ معاشرتی بگاڑ کا یا طلبہ کے گھریلو حالات اور والدین کی بے حسی کو گردانے لیکن ہمیں یہ بات نہ بھولنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی زیادہ

(باقی ص 47 پر ملاحظہ ہو)